تعارف وتبصرہ

ہندتو

اسرار عالم   ناشر: اسلامک فقہ اکیڈمی نئی دہلی سنہ اشاعت ۱۹۹۵ء

صفحات ۳۸ قیمت درج نہیں

یہ رسالہ اسلامک فقہ اکیڈمی دہلی کے لکچر سیریز کا ایک حصہ ہے۔ اس میں مصنف نے ہندتو کی وضاحت کے ساتھ اس کی تاریخ پر روشنی ڈالی ہے۔ گزشتہ دہائی میں ایک مخصوص فرقہ کی جانب سے یہ نعرہ بہت زور و شور سے بلند کیا گیا اور اس کے ذریعہ ایک مخصوص کلچر کے احیاء اور ایک مخصوص طبقہ کی بالادستی کی منظم منصوبہ بندی کی گئی۔ مصنف نے ثابت کیا ہے کہ یہ نعرہ کوئی نیا نہیں ہے بلکہ اس فکر و فلسفہ کی جڑیں قدیم تاریخ میں پیوست ہیں۔ اس کے حاملین کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ دوسروں کو بزور قوت یا دوسرے وسائل بروئے کار لاکر اپنے کلچر میں ضم کرلیں یا انتہائی ذلت کے ساتھ زندگی گزارنے پر مجبور کردیں اس رسالہ کی خاص خوبی یہ ہے کہ مصنف نے اپنی بات کو ہندو مت کے اوریجنل مصادر کے ذریعہ مدلل کرنے کی کوشش کی ہے۔

کچھ عرصہ قبل سہ روزہ 'دعوت' نئی دہلی کا ایک وقیع خصوصی نمبر ہندتو پر شائع ہوا تھا۔ یہ کتابچہ بھی اس لٹریچر میں ایک اچھا اضافہ ہے۔   (محمد رضی الاسلام ندوی)

لا الہ الا اللہ عقیدۃ وشریعۃ ومنہاج حیاۃ

مولف: محمد قطب   ناشر: دار الوطن للنشر ریاض

زیر تبصرہ کتاب کے مصنف شیخ محمد قطب کا شمار دور حاضر کی ان معدودے چند شخصیات میں ہوتا ہے جنھوں نے عصر حاضر میں اٹھنے والی اسلامی تحریکات، خصوصاً مصر سے اٹھنے والی تحریکِ الاخوان المسلمون کو بہت قریب سے دیکھا اور برتا۔ آپ نے جب شعور سنبھالا الشیخ حسن البنا شہیدؒ مسلمانوں کی تمناؤں کی آماجگاہ بن رہے تھے، امید ہو چلی تھی کہ مسلمان غلامی کا طوق گردن سے اتارنے میں اب کامیاب ہوجائیں گے اور اسلام اپنی بھرپور رعنائیوں کے ساتھ ایک بار پھر دنیا پر غالب ہوجائے گا۔ جن خیالوں نے حسن البنا شہید

کی دعوت پر لبیک کہا اور اپنی ساری توانائیاں غلبۂ اسلام کے لیے وقف کیں، اس کے لیے صعوبتیں برداشت کیں، اپنی زندگی کے بیش قیمت لمحات قید و بند میں گزارے اور اذیتیں جھیلیں، ان میں مصنف کتاب محمد قطب، ان کے بھائی سید قطب اور ہمشیرہ آمنہ قطب کا نام تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھا جائے گا۔ اس قافلہ نے اسلام کی سربلندی کے لیے مصر کے اذیت خانوں میں سترہ سال تک جو کچھ برداشت کیا اس سے دور اول کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔

مصنف دراصل علم نفسیات کے آدمی ہیں۔ لیکن جب انھیں طویل قید و بند سے رہائی نصیب ہوئی اور انھوں نے مہبط وحی مکہ مکرمہ میں درس و تدریس سے وابستگی اختیار کی تو انھیں جزیرہ نمائے عرب سے اٹھنے والی شیخ محمد بن عبدالوہاب کی کامیاب دینی تحریک کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا اور کتاب و سنت کا گہرا علم رکھنے والوں کی صحبت ملی تو آپ نے قوانینِ فطرت کی روشنی میں عالم اسلام میں برپا ہونے والی اسلامی تحریکات، ان کے عروج و زوال کے اسباب، تعمیری خدمات اور منفی پہلوؤں کا بے لاگ تجزیہ شروع کیا۔ جس کے نتیجہ میں بعض بہترین کتابیں آپ کے قلم سے نکلی ہیں، اس سلسلے کی شاہکار 'واقعنا المعاصر' ہے۔

مصنف نے فکری و دعوتی میدانوں میں طویل تجربہ کے بعد محسوس کیا کہ اسلامی تحریکات سے وابستہ نوجوانوں کے پاس جوش و جذبہ تو بہت ہے، لیکن ان کے عقیدے کی بنیادیں واضح اور مستحکم نہیں ہیں، لہٰذا یہ تحریکیں وقتاً فوقتاً جادۂ حق سے ہٹتی رہتی ہیں ان سے اسلامی ہونے کے گمان میں غیر اسلامی حرکات سرزد ہوتی رہتی ہیں۔ کیونکہ ان افراد کو اسلام کی بنیادی اساس "لا الٰہ الا اللہ" کے حقائق سے مکمل آگاہی حاصل نہیں ہوتی۔

مصنف نے آخری دنوں میں جو کتابیں لکھی ہیں، اور جو لکچر دئے ہیں کلمہ طیبہ کے مختلف گوشوں کو ان میں اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ زیر تبصرہ کتاب میں مصنف نے ان ہی نکات کو بڑی حد تک یکجا کر دیا اور اپنے طویل تجربہ کا نچوڑ پیش کر دیا ہے۔ اس طرح یہ کتاب دعوت دین کے علمبرداروں اور تحریکِ اسلامی کے کارکنوں کے لیے ایک رہنما کتاب بن گئی ہے۔

یہ کتاب تیرہ ابواب اور ۱۸۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

مصنف نے جگہ جگہ اسلامی تحریکات سے وابستگان کا محاسبہ کیا ہے، اور مکمل دین کو پیش کرنے کے بجائے دین کے کسی ایک ہی پہلو پر اپنی پوری جد وجہد

صرف کرنے اور دوسرے پہلوؤں سے چشم پوشی کو ان تحریکات کے موسسین اور بانیوں سے روگردانی قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"امام ابن تیمیہؒ نے صفات الٰہیہ کے مسئلہ پر اپنی جدوجہد زیادہ مرکوز کی، کیونکہ اس دور کے گمراہ فرقے اس مسئلہ میں بہت بھٹک گئے تھے۔ انھوں نے اسلامی عقیدہ کی شکل صورت بگاڑ دی تھی، یہ اس دور کا بحران تھا، اس کے باوجود امام صاحب نے اپنی دوسری کتابوں اور فتاویٰ میں دین کے دوسرے گوشوں کا بھی حق ادا کر دیا ہے۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب نے اولیاء اللہ اور ان کے مزارات سے غلط عقیدت اور ان کی قبروں کی عبادت کے مسئلہ پر اپنی جدوجہد مرکوز کی، یہ اس دور کا بحران تھا۔ لیکن آپ نے دین کے دوسرے گوشوں سے بھی اپنی مختلف کتابوں میں بحث کی ہے اور ان کا حق ادا کیا ہے۔ سید قطب شہید نے شریعتِ اسلامی کی حاکمیت پر اپنی جدوجہد مرکوز کی کیونکہ یہ موجودہ دور کا بحران ہے۔ لیکن دین کے دوسرے گوشوں پر "فی ظلال القرآن" اور "خصائص التصور الاسلامی" اور "مقومات التصور الاسلامی" وغیرہ کتابوں میں خاص طور پر روشنی ڈالی ہے۔ لیکن اب یہ حال ہو گیا ہے کہ جو افراد ان بزرگوں سے خوشہ چینی کرتے ہیں وہ ان باتوں کو بھول جاتے ہیں۔ علامہ ابن تیمیہؒ کے بہت سے موجودہ شاگردوں نے اپنی ساری جدوجہد صفات الٰہیہ کے مسئلہ پر صرف کر رکھی ہے۔ گویا عقیدہ صرف اسی کا نام ہے۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب کے بہت سے موجودہ شاگردوں نے اپنی جدوجہد کو مزارات کے ساتھ ہونے والے شرک کی حد تک مرکوز کر رکھا ہے۔ گویا لے دے کے اب یہی ایک شرک باقی رہ گیا ہے اور سید قطب شہیدؒ کے موجودہ بہت سے شاگردوں نے شریعت کی حاکمیت پر اپنی ساری جدوجہد مرکوز کر رکھی ہے، گویا دین کی یہی ایک بنیاد ہے۔ ان سبھوں کو چاہیے تھا کہ اپنے بزرگوں کی مکمل پیروی کرتے اور دین کے کسی ایک گوشے پر اکتفا نہ کرتے کیونکہ ان بزرگوں نے حالات کے تقاضوں کے تحت خاص موضوعات اور خاص پہلوؤں پر زور دیا تھا۔

دنیا کی حقیقت کو مصنف نے کیا خوب انداز سے سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ فرماتے ہیں: "اپنی ایک آنکھ کو آپ بند کریں اور انگلی کو دوسری کھلی آنکھ سے اتنے قریب لے آئیں کہ وہ اسے چھو لے۔ آپ کو انگلی اتنی بڑی نظر آئے گی کہ آس پاس کا حصہ آنکھوں سے

اوجھل ہو جائے گا۔ پھر ایسا کریں کہ اپنا بازو اتنا لمبا کریں کہ یہی انگلی ایک کنارہ پر نظر آئے۔ آپ کو انگلی کے آس پاس کا کتنا بڑا حصہ نظر آئے گا؟ اور انگلی کتنی چھوٹی نظر آئے گی۔

یہی مثال انسان کے مقابلہ میں دنیا کی ہے۔ جب وہ زمین کی مٹی سے چپک جاتا ہے تو دنیا اسے بہت بڑی معلوم ہوتی ہے اور دنیا کے ماورا جو آفاق ہے وہ نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے اور انگلی کی آنکھ سے دوری کی طرح خود کو دنیا سے فاصلہ پر رکھتا ہے تو آفاق سے ماورا چیزیں اسے دکھائی دیتی ہیں۔

اسلام اور مغرب کے اخلاقی معیارات کا موازنہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یورپ نے ظاہری طور پر جن اخلاقیات کو اپنایا ہے دراصل وہ اسلام ہی کے سکھائے ہوئے ہیں، سچائی، امانت داری، وعدے کی پابندی، کام سے لگن، محنت، چستی، دوسروں کے حقوق کا احترام، پاکی وغیرہ، فرق صرف اتنا ہے کہ لوگوں سے معاملات کے وقت ان اخلاقیات کا خیال مسلمان صرف اللہ کے لیے کرتا ہے اور موجودہ جاہلیت میں مفادات کا خیال رکھا جاتا ہے۔ اسلام کی اخلاقی تعلیمات زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھتی ہیں جبکہ موجودہ جاہلیت نے انھیں اجتماعی معاملات کی حد تک محدود کر دیا ہے۔ رہا سیاست کا معاملہ اس میں کسی اخلاق کا وجود ہی نہیں۔ جھوٹ فریب دھوکہ سبھی اس میں جائز ہے۔ معاشی میدان بھی اخلاق سے عاری ہے۔ سود کے ذریعہ ناحق لوگوں کا مال کھانا، علی الاعلان دھوکہ دہی، گوداموں میں پڑے ہوئے مال کی بکری، سرمایہ داروں کی جیب بھرنے اور ان کے پیٹ پھلانے کے لیے عامۃ الناس کو بہکانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ مرد و عورت کے جنسی تعلقات میں اخلاق کو جس طرح پامال کیا گیا ہے تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں۔

یہ سب اپنی جگہ پر لیکن امت مسلمہ کے پاس اخلاق کا وجود کہاں ہے؟ یہاں جزوی مفادات کا ذکر نہیں ہے۔ مفاد پرستی اور خلوص کی بحثوں کو بھی چھوڑ دیجئے، آخر دکھاوے یا حقیقی اخلاق نام کی چیز بھی مسلمانوں کے پاس ہے کہاں؟ کیا ہم یہ سمجھیں کہ یہ امت دوبارہ جاہلیت کی طرف لوٹ رہی ہے۔

موجودہ جاہلیت کی بحث بھی چھوڑ دیجئے کیا عرب کی جاہلیت میں جو اخلاقی قدریں رائج تھیں کیا ہمارے معاشرے میں ان کا وجود ہی باقی رہ گیا ہے؟

امت مسلمہ کے لیے یہ بات کتنی ہتک آمیز ہے کہ اس کے سامنے تمام جاہلی تہذیبیں

باکردار و بااخلاق نظر آئیں"۔

اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور اسلامی تحریکات کی موجودہ صورت حال پر مصنف اس طرح رقم طراز ہیں:

"آج کی اسلامی دنیا میں اسلام کی دعوت کے عملی پیکر اور نمونے کم ہوتے جا رہے ہیں۔ گزشتہ نصف صدی میں عوام میں اسلامی تحریک جس تیزی سے مقبول ہوئی ہے اس لحاظ سے ان کی تربیت کرنے والوں کو تیار نہیں کیا گیا ہے۔ آج نوجوانوں کی اسلام کی طرف کثرت سے رغبت اور ان کی صحیح تربیت کرنے والوں کی کمی نے ہمیں بڑی مشکل میں ڈال دیا ہے۔ لہٰذا موجودہ نشأۃ ثانیہ کے موقع پر لازمی ہے کہ گزشتہ نصف صدی میں مربیوں کی تیاری میں کوتاہی کے باعث جو نقصان ہوا ہے اس کی تلافی کی جائے اور بہترین مربیوں کی ایک ٹیم تیار کی جائے۔ ورنہ اسلامی تحریک میں پانی کی سطح پر تیرنے والے بہت سے بلبلے ابھریں گے اور پھٹ کر پانی کے بہاؤ میں بے کار ہو جائیں گے"۔

اسلام کی نشأۃ ثانیہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کیا خوب لکھا ہے "اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام آرہا ہے۔ یہ اکیلے ہم نہیں کہہ رہے ہیں .... بلکہ یہ تو یورپ بھی کہتا ہے.... وہ یہ بات ڈر کے مارے کہتے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہونے کی خوشی میں کہتے ہیں"۔

یہ کتاب اس قابل ہے کہ دعوت دین کے میدان میں کام کرنے والا ہر کارکن اسے پڑھے۔ کوئی بندہ خدا اس کا اردو قارئین کے لیے ترجمہ کردے تو یہ ایک بہترین خدمت ہوگی۔

(مولانا عبدالمتین منیری)

ادارۂ تحقیق و تصنیف اسلامی کی ایک اہم کتاب

ایمان وعمل کا قرآنی تصوّر

الطاف احمد اعظمی

○ ایمان وعمل کے مروجہ تصور کی کمزوریوں کی نشان دہی کرتی ہے۔ ○ قرآن وسنت کے نقطۂ نظر کی مدلل اور دلنشیں تشریح کرتی ہے۔ ○ ایمان وعمل کے تقاضے اور دنیا اور آخرت میں کامیابی کی راہ واضح کرتی ہے۔

آفسیٹ کی طباعت، خوبصورت سرورق۔ صفحات ۲۸۰ قیمت ۲۵ روپئے لائبریری ایڈیشن ۳۰ روپئے

ملنے کا پتا: ادارۂ تحقیق و تصنیف اسلامی۔ پان والی کوٹھی۔ دودھ پور، علی گڑھ ۲۰۲۰۰۲